An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

April-June, 2025, Volume:05, Issue:02 Pages:19-26

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

ریاست مدینہ کے رفاہی اقدامات کے تحت ہماری مشکلات کا حل

THE SOLUTION OF OUR PROBLEMS UNDER THE WELFARE MEASURES OF THE STATE OF MADINAH

HEC "Y" Category HJRS HEC Journal Recognition System

***Hafiz Muhammad Khizar Hayat**

[1] PhD Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi, Sindh, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	March 18, 2025
Revised:	April 09, 2025
Accepted:	April 14, 2025
Available Online:	April 17, 2025

Keywords:

State of Madinah (Riyasat-e-Madinah)
Measures
Solutions
Problems
Welfare

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

The state of man is a social society which cannot fulfill its natural requirements without any rules and regulations, so it must have a government. The establishment of the Islamic welfare state took place in Madinah during the reign of the Prophet Muhammad (PBUH). In the Islamic state the Holy Prophet (PBUH) established a clear state system of law, justice, health, education, human rights, industry, trade, defense and foreign affairs, and taught the world how to govern.

For hundreds of years the Muslims have hand their own culture and civilization deeply rooted in Islam, they have their own social sentiments, habits and customs derived from the Quran and Sunnah of Holy Prophet (PBUH). Government in Islam both in from and practices is completely different phenomenon from the western system of government and democracy. Riyasat-e-Madinah was the ideal Islamic Government and we have to follow it for our successes and solve our problems in all over the world.

***Corresponding Author's Email:** mkhizarhayat12345@gmail.com

انسانیت کی ابدی فلاح کے لئے اللہ جل جلالہ نے اسلام کی صورت میں مکمل ضابطہ حیات، نبی کریم ﷺ کے ذریعے کامل واکمل صورت میں عطا فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے جس محنت وجانفشانی کے ساتھ اپنے فرائضِ نبوت کی بجاآوری فرمائی اور نسلِ انسانی کو قعرِ مذلت سے نکال کر جس اوجِ کمال تک پہنچایا تاریخِ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی، نبی اکرم ﷺ کے مثالی طرزِ حکمرانی نے داخلی وخارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دنیا کی حقیقی اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل کر دیا۔

دورِ حاضر میں ضرورت ہے کہ ریاستِ مدینہ کے فلاحی اقدامات کو پیشِ نظر رکھا جائے تاکہ انسانیت اپنی حقیقی کامیابی کا سفر اسوہ حسنہ کی روشنی میں طے کرتی رہے، اس آرٹیکل میں ریاستِ مدینہ کے فلاحی اقدامات کو پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔

فلاح کا معنیٰ ومفہوم

حقیقی فلاح کی تعریف علامہ قاضی ابوالبقاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بکلیات ابی البقاء یوں کرتے ہیں:

الفلاح الفوزوالنجاة والبقاء فی الخیروالظفر۔ الاول:هوالظفر بمایطیب به الحیاة الدنیا۔ الثانی:مایفوزبه المرء فی الدار الآخرة۔[1]

فلاحی ریاست سے مراد

السیاسة البدنیه تدبیر المعاش مع العموم علی سنن العدل والاستقامة۔[2]

فلاحی ریاست سے مراد ریاست کا وہ تصور جس میں ایک مملکت تمام شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ہی ان کے بہتری اور فوز وفلاح کی ذمہ داری اٹھاتی ہے، ایک فلاحی مملکت اپنے تمام شہریوں کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے، اور اس کے لئے جامع اقدامات کرتی ہے، قرآن مجید نے اسلامی ریاست کا مقصد یوں بیان کیا کہ

" اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ-وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ-"[3]

"وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کاموں کا اختیار اللہ کے حکم میں ہے۔"

اس آیت کریمہ کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ اور اس کے رہنے والوں نے اپنے فرائض کو انجام دیا۔ ریاست مدینہ کے قیام سے نبی اکرم ﷺ کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور انسانیت کی بہبود تھا، اس ریاست کا مقصد خاندانی تعصبات اور نسلی امتیازات کی جگہ دینی وحدت کا قیام تھا، اس نرالی اور اپنی نوعیت کی واحد ریاست کے بانی کا انداز بھی عام حکمرانوں سے جداگانہ اور منفرد تھا، منتظم ریاست کی حیثیت سے نبی اکرم ﷺ کے تدبر کی بے شمار مثالیں آپ ﷺ کی حقیقی عظمت کو اجاگر کرتی ہیں۔[4]

ریاستِ مدینہ کے رفاہی اقدامات

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف میں آمد کے فوراً بعد مسجدِ نبوی کی بنیاد رکھی، مسجد جہاں ایک طرف عبادت الٰہی کا مرکز قرار پائی وہیں ریاست کے جملہ حکومتی امور کو نمٹانے کے لئے ایک مضبوط مرکز بھی ثابت ہوئی۔[5]

رسول اکرم ﷺ تمام آنے والے وفود اور سفیروں سے ملاقات کا اہتمام مسجدِ نبوی شریف میں کرواتے، گورنروں اور عاملین حکومت کو ہدایات مسجدِ نبوی سے جاری کی جاتیں، سیاسی ودیگر معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے یہیں مشورہ فرمایا جاتا، غرض کہ ہر طرح کے سیاسی و مذہبی معاملات کا انعقاد مسجدِ نبوی ہی میں ہوا کرتا، اس وقت مسجد ہی مسلمانوں کا واحد معاشرتی وسماجی مرکز تھی، مسجد کا امام ہی اہلِ ایمان کے فیصلے کرتا اور فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا اور تمام مسلمانوں کو حکم دیتا کہ ایک دوسرے کے محافظ ومددگار رہیں، مالِ غنیمت کی تقسیم بھی مسجدِ نبوی میں ہوتی اور مستحقین تک اس کی تقسیم کا انتظام بھی ادھر ہی وقوع پذیر ہوتا۔[6]

اسلامی معاشرے اور تشکیل حکومت میں مسجدِ نبوی کا کردار

مسجدِ نبوی جب تعمیر ہوئی تو پہلے پہل تو مسلمانوں کی فقط عبادت گاہ ہی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کے تمام اہم معاملات انجام پانے کا مرکز بھی بن گئی۔

اس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

1. کمزور، فقیر اور غیر شادی شدہ مہاجرین جو اپنے لئے جداگانہ گھر بنانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، ان کی پناہ گاہ بھی مسجد تھی، وہ یہیں رہتے، یہیں سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے تھے، انہیں اہل صفہ کہا جاتا ہے۔
2. چند ایک کمزور خواتین جو بیرونی قبائل سے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئیں، ان کے پاس رہنے کا کوئی انتظام نہ تھا، وہ بھی مسجد ہی میں رہتی تھیں، مثلا: وہ حبشی لونڈی جس کے لئے مسجد کے ایک کونے میں چھپر بنایا گیا۔[7]
3. مسلمانوں کے لئے دینی تعلیمات کے حصول کا مرکز بھی مسجد ہی تھی اور ایک جامع درس گاہ کا کام دیتی تھی۔
4. دعوتِ نبوی، حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے خلاف کفار ومشرکین کے شعری حملوں کے جواب میں مسلمانوں کی محفل شعر وسخن بھی مسجد ہی میں منعقد ہوتی تھی۔[8]
5. کافر ومشرک جنگی قیدیوں کو مسجد میں باندھا جاتا تھا تاکہ دیکھنے والے عبرت حاصل کریں اور وہ قیدی بھی مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھیں اور ان کی مقدس زبانوں سے قرآن پاک اور احادیث نبویہ سنیں تاکہ وہ متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیں، حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس کی مثال ہے، وہ قید ہو کر آئے تھے، مسجد نبوی میں اسیر رہے اور نبی رحمت ﷺ کے بے مثل اخلاق وکرم سے ایسے گھائل ہوئے کہ مسلمان ہو گئے۔[9]
6. مسلمان جنگی زخمیوں کے علاج کے لئے خیمے بھی مسجد ہی میں لگائے جاتے تھے، غزوہ احزاب میں رفیدہ کا خیمہ مسجد میں نصب کیا گیا۔[10]
7. رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کا استقبال بھی مسجد ہی میں کیا جاتا تھا، اردگرد کے سفیر اور قاصد بھی مسجد ہی میں حاضر ہوتے تھے۔
8. مجاہدین کے لشکر اور دستے یہیں تشکیل پاتے اور انہیں جھنڈے بھی یہیں دیے جاتے تھے۔
9. مسلمان اپنے قائد محترم حضرت محمد ﷺ سے مسجد ہی میں ملاقات کرتے تھے، مجلس مشورہ ومذاکرہ بھی مسجد میں ہوتی تھی۔

اسلامی ریاست میں نظامِ تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر مدینہ منورہ بھیج دیا تھا اور ہجرت کے بعد مسجدِ نبوی شریف کو باقاعدہ درس گاہ کا درجہ حاصل ہو گیا، طلبہ کی تعلیم ورہائش کے لئے صفہ کا چبوترا بنایا گیا، عرب میں چونکہ لکھائی پڑھائی کا رجحان نہیں تھا اس لئے مسجدِ نبوی میں ہی حضرت عبداللہ بن سعید بن العاص اور

حضرت عبادہ بن صامت کو لکھنا سکھانے پر مامور کیا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو مختلف زبانیں سکھائی گئیں اور فنون جنگ کی تعلیم ہر جوان کے لیے ضروری قرار دی گئی، عورتیں گھریلو کاموں کے ساتھ علاج معالجے کا انتظام بھی کرتی تھیں، حتیٰ کہ ایک صحابیہ نے مسجدِ نبوی میں ہی خیمہ لگا دیا تھا جہاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی جاتی تھی۔[11] دنیاوی علوم سیکھنے کے لیے قیدیوں کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ انہیں اپنی رہائی کے بدلے مسلمانوں کو پڑھانا ہوگا۔ آپ ﷺ کے تدبر کی بے شمار مثالیں عظمت کا پتا دیتی ہیں۔[12]

معاشی مسائل کا حل اور استحکام

ریاستی سیکرٹریٹ کے قیامِ عمل کے بعد نبی پاک ﷺ نے معاشی مسائل کے حل کو اولین ترجیح دی، مہاجرین کے آنے سے ریاستِ مدینہ میں ایک قسم کی ہنگامی صورتِ حال تھی، مدینہ طیبہ کے لوگوں کی معاشی حالت ایک جیسی نہ تھی بلکہ کچھ درمیانی طبقے سے تھے اور کچھ مال دار تھے۔

مواخاتِ مدینہ کا فروغ

مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان میں سے اکثر خالی ہاتھ تھے، وہ اپنا مال ومتاع پیچھے چھوڑ آئے تھے، اگرچہ وہ کاشت کار نہ تھے جبکہ انصار کا پیشہ کاشت کاری تھا، پھر بھی انصار نے انہیں ہر ممکن چیز مہیا کی اور انہیں اپنی زمینیں اور باغ پیش کر دیئے تاکہ وہ وہاں کام کر کے نصف پیداوار حاصل کر لیں، کئی زمیندار انصار نے انہیں بطور عطیہ زمینیں مہیا کر دیں، جب خیبر فتح ہوا تو ان کی زمینیں انہیں واپس دے دی گئیں۔[13] جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کی فتوحات حاصل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود وہ درخت اور باغات انصار کو واپس کر دیئے جو انہوں نے آپ ﷺ کو عطیہ کیے تھے۔[14] انصار کا یہ طرزِ عمل ان کی اس عظیم محبت واخوت کا ترجمان ہے جو انہیں مہاجرین سے تھی، وہ انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یوں گواہی دی

"وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ."[15]

(اور (مال فئے ان کے لیے ہے) جنھوں نے (مدینہ کو) گھر بنالیا اور ان (مہاجرین) سے پہلے ایمان لے آئے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرے اور وہ اپنے دلوں میں اس مال کی کوئی حاجت نہیں پاتے جو ان کو دیا جائے اور وہ اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود سخت حاجت مند ہوں۔)

ان کا ایثار اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی "آپ پسند فرمائیں تو ہمارے گھر بھی لے لیجیے۔[16]

ان حالات میں محسن انسانیت ﷺ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارے کو قائم فرمادیا، انصارِ مدینہ رضی اللہ عنھم نے اسلامی فلاحی نظام پر پختہ یقین رکھنے کے سبب مہاجرین کے لیے قربانی پیش کی جس کے دو طرح کے فوائد حاصل ہوئے، ایک طرف مہاجرین کو سامان زندگی ملا اور دوسری جانب مہاجرین و انصار میں موجود معاشی فرق ختم ہو گیا، بھائی چارہ معاشی اور سماجی طور پر مددگار ثابت ہوا۔[17] نبی اکرم ﷺ نے بھائی چارے کا درس دیکر عالمی نظام کے لیے مثال قائم کر دی کہ معاشرے سے غربت وافلاس کا خاتمہ کیسے ممکن ہے، مؤاخاتِ مدینہ کے عمل نے مسلم سوسائٹی کو مضبوط استحکام بخشا اور اسے اس قابل بنایا کہ وہ ہر ظالم کے خلاف لڑسکیں، جن لوگوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا ان کے جانثاری کے واقعات کتبِ سیرت میں تفصیلاً موجود ہیں، کس طرح انہوں اپنے مہاجر بھائیوں کو برابر کا شریک ٹھہرایا، ان کے درمیان نفرت پھیلانے کی منافقین نے بھرپور کوشش کی مگر انکی تمام چالیں ناکام ہوئیں۔

مؤاخات کے ثمرات وحکمتیں

1. جو جماعت کسی ایک مقصد کے لیے کوشاں ہو اس کے افراد کے درمیان مؤاخات کی بنیاد پر تعلقات قائم ہونے ضروری ہیں تاکہ وہ ہر مشکل اور آزمائش کے موقع پر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں، جس مؤاخات کی بنیاد عقیدے پر ہو وہ اس جماعت کی مضبوطی اور پائیداری کی بنیاد بن جاتی ہے، دراصل یہی وہ بنیاد ہے جو انکی معاشرتی زندگی میں دین کے نفاذ کو ممکن بناتی ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ مؤاخات کے حد درجہ شائق تھے، مؤاخات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور انہیں زمینی اقتدار حاصل ہو گیا، اور ان کی شخصیتوں میں مبادی اسلام کا عملی نمونہ جگمگانے لگا۔
2. مؤاخات کے درخشاں واقعات نہایت ایمان افروز اور سبق آموز ہیں۔ ہر دور میں مسلمانوں کی پوری کوشش ہونی چاہیے کہ وہ باہمی ہمدردی، تعاون اور خیر خواہی کی بنیاد پر آپس میں بھائی چارہ قائم کریں اور اس بھائی چارے کی بنا پر خصوصی حقوق و فرائض متعین کیے جائیں۔
3. حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤاخاتی بھائی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی پیشکش پر جس قدر پروقار کردار اور شان استغناء کا ثبوت دیا وہ قابل ستائش ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصا مہاجرین بڑے باصلاحیت تھے اور اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اہم ترین کارنامے انجام دیتے تھے،

اس کے بعد آپ ﷺ نے فلاح وبہبود کے لیے متعدد اقدامات فرمائے۔[18]

سود سے پاک معاشرہ

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اس زمانے میں مدینہ شریف کی معیشت کا دارمدار یہودیوں کے سودی لین دین پر تھا۔[19]

اس وقت آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم قرض لیکر یہود سے کاروبار شروع کرو بلکہ نبی کریم ﷺ نے انصارِ مدینہ سے اپنے مہاجر، بھائیوں کی مدد کا حکم دیا اور پھر قرض حسنہ کا بہترین نظام قائم کیا۔

جب عملی طور پر لوگ باہمی تعاون کے ذریعے بغیر سود قرض کے معیشت کو مضبوط کرنے میں لگ گئے تو آپ ﷺ نے بامر اللہ تعالیٰ بتدریج سود کی لعنت کو مکمل طور پر حرام قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واحل الله البیع وحرم الربوٰ۔"[20]

(اوراللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا۔)

اور اس کی حرمت کو اجاگر کرنے کے لیے جہاں ایک طرف سودی معاملات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ سے تشبیہ دی گئی۔[21]

اور دوسری جانب اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی سگی ماں کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرے۔[22]

اس بات سے واضح معلوم ہوا کہ اس سے اعلیٰ درجہ کی سزا کیا ہوگی، سودی کام کے نتیجے میں امیر شخص امیر سے امیر تر اور غریب آدمی غریب سے غریب ترین ہوتا چلا جاتا ہے، اکثر لوگ سود کے قرض تلے اتنے دب جاتے ہیں کہ پوری زندگی قرض اتارنے میں لگا دیتے ہیں، ریاستِ مدینہ کو سودی لعنت سے صاف ستھرا کیا، حکمرانِ مدینہ نے سود کی جملہ اقسام سے اپنی عوام کو آگاہ کیا اور سود کی اقسام سے سختی سے منع کیا، فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اعلان کر دیا کہ آج سے پہلے اہل مکہ کے مابین بھی جو سودی معاملات تھے وہ ختم کیے جا رہے ہیں، ہر شخص قرض کی اصل رقم وصول کرے، اس پر سود لینا اس کے لیے قانوناً اور شرعاً ناجائز ہے۔

زکوٰۃ کا نظام

زکوٰۃ کا نفاذ ریاستِ مدینہ کا ایک اہم کام تھا، نبی کریم ﷺ نے ٹیکسز لگانے کی بجائے نظام زکوٰۃ کو متعارف کرایا، فرض زکوٰۃ کو ادا نہ کرنے والوں کو سخت وعید سنائی، ارشاد ربانی ہے:

"یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتقوی بھا جباحھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون"[23]

نظامِ زکوٰۃ کے ذریعے ریاستِ مدینہ نے بے مثال ترقی کی، ریاستِ مدینہ میں ایک وقت ایسا بھی کائنات نے دیکھا کہ زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ لینے والوں کو تلاش کر رہے تھے مگر ریاستِ مدینہ میں کوئی زکوٰۃ لینے والا موجود نہ تھا، یعنی کہ مدینہ منورہ میں نظامِ زکوٰۃ کی برکت سے مال داروں کی زکوٰۃ سے غرباء نے اپنا کاروبار شروع کیا جس سے وہ بھی اپنے آپ کو امراء کے برابر لانے میں کامیاب ہو گئے۔[24]

ریاستِ مدینہ کا داخلی استحکام اور خارجی خطرات سے بچاؤ کی تدابیر

بھائی چارے کی شکل میں معاشی مسائل کے حل کے بعد نبی اکرم ﷺ ریاستِ مدینہ کے تحفظ کی طرف گامزن ہوئے، اس حوالے سے آپ ﷺ نے اہلِ مدینہ کو خارجی خطرات سے بچانے کے لیے ایسے اقدامات فرمائے کہ اہلِ مدینہ کے باہمی اختلافات بھی ختم ہوں اور باہر کے لوگ بھی مدینہ شریف پر حملے کی جرات نہ کر سکیں، انہی اغراض ومقاصد کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے چندماہ بعد "میثاقِ مدینہ" کی صورت میں ایک دستاویز مرتب فرمائی، اس کو متعلقہ شخصیات سے مشورہ کے بعد لکھا گیا، دستاویز کے ذریعے مدینہ کو پہلی مرتبہ "شہری مملکت" قرار دیا گیا اور اس کے انتظام کا باقاعدہ دستور مرتب کیا گیا۔[25]

میثاقِ مدینہ

رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں سکون واطمینان سے قیام پذیر ہوئے تو آپ کی خواہش ہوئی کہ مدینہ منورہ کے باسیوں کے درمیان تعلقات مضبوط کریں، اس وقت آپ نے یہ تحریر کرائی جسے کتابوں میں تو "کتاب" یا "صحیفہ" کہا گیا مگر جدید مؤرخین نے اسے "دستور" یا "میثاق" یا "وثیقہ" کا نام دے دیا ہے۔

چونکہ یہ میثاق نہایت اہم ہے اور موجودہ دور کے محققین نے اسے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے حسنِ انتظام، اسلامی حکومت کے نظم وضبط، دوسری حکمتوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات اور اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد قرار دیا ہے اور تمام قانون پسند، افراد نے، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، اسے انتہائی سبق آموز، دوررس اور نہایت اہم دستاویز قرار دیا ہے۔

میثاق کا مضمون

مسلمانوں کے متعلقہ شقیں

1. مسلمان چاہے وہ قریش سے تعلق رکھتے ہوں یا مدینہ سے، وہ مقامی ہوں یا باہر سے آکر یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوں اور ان کے ساتھ مل کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں ہوں، سب بلا امتیاز ایک امت شمار ہوں گے اور باقی لوگ دوسری امت۔
2. مؤمنین کے تمام گروہ (مہاجرین، بنوساعدہ، اوس وخزرج وغیرہ) آپس میں دیت

بھرنے، قیدی چھڑانے اور باہمی حق وانصاف کے سلسلے میں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے اور مسلمان اپنے میں سے کسی غریب ونادار اور قرض وتاوان کے بوجھ تلے دبے ہوئے شخص کو تنہا نہیں چھوڑیں گے بلکہ دیت اور فدیے میں اسے بھرپور تعاون کریں گے۔

3. تمام متقی مؤمن ظالم کے خلاف یک جان ہوں گے اور سختی سے اس کی مخالفت کریں گے، چاہے وہ انہی کا بیٹا ہو۔
4. سب مسلمانوں کی پناہ ایک ہوگی جو اللہ کے نام پر دی جائے گی، ایک ادنیٰ مسلمان بھی کسی کو ایسی پناہ دے سکے گا اور سب پر اس کی تعمیل واجب ہوگی، سب مسلمان ایک دوسرے کے مخلص دوست اور مددگار ہوں گے۔
5. اگر کوئی یہودی مسلمان ہوجائے تو نہایت ہمدردی کے ساتھ اس کی مدد کی جائے گی، اس کے متعلقین میں سے کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا نہ ان کے خلاف کسی کی مدد کی جائے گی۔

مشرکین سے متعلقہ شقیں

1. کوئی مشرک کسی قریشی اہلِ مکہ کے جان مال کو پناہ نہیں دے گا اور ان کے خلاف مؤمنوں کی کاروائی میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔
2. قریش اور ان کے حلیف اگر صلح کی پیشکش کریں تو ان سے صلح ہوسکتی ہے، البتہ جو قریشی مسلمانوں کی مخالفت کریں اور آمادہ جنگ رہیں ان سے کوئی صلح نہیں۔
3. قریش اور ان کے مددگاروں کو کسی قسم کی پناہ نہیں دی جائے گی۔

یہود سے متعلقہ شقیں

1. اگر مؤمنین کی کسی سے لڑائی یا مخالفت ہوگی تو یہودی مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔
2. بنو عوف کے یہودی مؤمنین کے حلیف شمار ہوں گے، وہ اپنے دین پر قائم رہ سکتے ہیں، ان کے غلاموں کو بھی انہی جیسے حقوق حاصل ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کو حاصل ہوں گے۔
3. یہودیوں میں سے کسی کو حضرت محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر معاہدے سے خارج نہیں کیا جاسکے گا۔
4. یہودی اپنا خرچہ برداشت کریں گے اور مسلمان اپنا، اس میثاق پر دستخط کرنے والوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی لڑے گا تو سب ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ رہیں گے، اس کے تمام شرکاء مظلوم کی مدد کریں گے۔

انتظامی شقیں

1. اس معاہدے میں شریک ہونے والے تمام فریقوں کے لیے یثرب (مدینہ) حرم ہوگا، یہاں پناہ حاصل کرنے والا بھی شرکائے معاہدہ کے مانند ہوگا نہ کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ جرم کا ارتکاب کیا جائے گا، شرکاء کی باہمی رضامندی کے بغیر کسی کو یہاں پناہ نہ دی جاسکے گی۔
2. اس دستاویز پر سنخط کرنے والوں کے مابین کوئی جھگڑا یا اختلاف پیدا ہو جس سے معاشرے کے امن وامان کو خطرہ لاحق ہو تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ فرمائیں گے
3. اس دستاویز پر دستخط کرنے والے ہر شخص کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے جو مدینہ پر حملہ آور ہوگا۔
4. مدینہ کا کوئی باسی مدینہ میں رہے یا کسی کام سے باہر جائے اسے امن حاصل ہوگا، البتہ ظالم اور مجرم کو کوئی تحفظ نہیں دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ اس شخص کے حامی اور مددگار ہوں گے جو نیکی، وفاداری اور تقویٰ پر کاربند رہے گا۔[26]

میثاقِ مدینہ

ریاستِ مدینہ کا دوسرا بنیادی اصول ایک سیاسی معاہدہ تھا جو میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے، اس میثاق کے مطابق مدینہ کے تمام غیر مسلم شہریوں کو بھی مساوی سیاسی اور سماجی حقوق دیئے گئے ان کو اپنے عقائد کے تحت عبادت کرنے کی اجازت دی گئی، اس میثاق کی روشنی میں مدینہ کے تمام مسلم اور غیر مسلم شہریوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنا حاکم قبول کیا جو ریاست مدینہ کی مکمل اتھارٹی تھی، اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایک سوسائٹی میں مختلف عقائد کے افراد ریاست کے شہری ہوسکتے ہیں اور اپنے اپنے مذہب پر قائم رہ کر ریاست کا مشترکہ نظام چلاسکتے ہیں۔

غیر مسلموں نے آپ ﷺ کو نبی تسلیم نہ کرتے ہوئے بھی آپ ﷺ کی سیاسی اتھارٹی کو قبول کیا اور میثاق کے مطابق مدینہ کے دفاع کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا وعدہ کیا، اس میثاق کے ذریعے نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی سٹیٹ کو ایک مضبوط نظام دیا اور بیرونی خطرات سے بچاؤ کی تدابیر بھی قائم فرمائیں، اس میثاق سے نبی پاک ﷺ کی بطور منتظم صلاحیتیں بھی اجاگر ہوئیں اور یہ آپ ﷺ کی عظیم کامیابی تھی، اس دستاویز میں لفظِ دین کا بھی استعمال ہوا جو کہ بیک وقت مذہب اور حکومت کے مفہوم کو جامع ہے اور یہ ایسا امر ہے کہ اس کو پیشِ نظر رکھے بغیر دین اسلام کے ہمہ گیریت کو نہیں سمجھا جاسکتا۔[27]

اس تحریری دستور کی مدد سے نبی اکرم ﷺ نے آج سے تقریبا ساڑھے چودہ سوسال پہلے ایک ایسی سوسائٹی قائم کی کہ جس سے شرکائے میثاق کے ہر فرد کو اپنے عقائد کے

مطابق زندگی گزارنے کا پورا حق حاصل تھا، اس معاہدے سے انسانی زندگی کو پستی سے عروج ملا اور مال وجان کے تحفظ کی بھی گارنٹی ملی، جرم کے ارتکاب پر بغیر کسی امیر غریب کی تفریق کے عدل وانصاف کے قیام سے معاہدین کے لیے معاشرہ امن کا گہوارہ بن گیا گیا۔[28]

ریاستِ مدینہ کے قیام سے سیاسی اور مذہبی زندگی کو بہت بلند مقام ومرتبہ حاصل ہوا، یہ وہ دور تھا جب سیاست اور مذہب پر چند امراء کے تسلط سے ظلم وجبر کا مرکز بنا ہوا تھا۔[29]

حدود اللہ کے قیام سے امن وامان کا دوام

مدینہ کی ریاست میں انصاف کا قیام ہوا اس کے بعد نبی رحمت ﷺ ریاستِ مدینہ کی اندرونی سیاسی پالیسی کا اعلان کیا، آپ ﷺ نے مدینہ کے اردگرد علاقوں کو وحدت کا درجہ دیا، اس وحدت میں رہنے والے غیر مسلموں کے معاہدہ کیا اور ان کو مکمل شہریت کا درجہ دیا، اس شہری ریاست کو داخلی خطرات سے محفوظ رکھنے اور استحکام وامن کو فروغ دینے اور اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کے لیے تدابیر کو مسلسل اختیار فرماتے رہے، مؤاخات اور میثاقِ مدینہ کے علاوہ بھی اردگرد کے قبائل سے معاہدے کیے گئے۔[30]

اس سے مدینے کے اردگرد دوستوں میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا اور دشمنوں میں کمی آتی گئی، نبی کریم ﷺ نے ایک تدبیر یہ بھی فرمائی کہ عرب کا جو فرد، خاندان یا قبیلہ مسلمان ہو تو وہ ہجرت کرکے مدینہ یا مضافات میں آبسے تاکہ آبادی کے اضافے سے فوج وسیاسی طور پر مستحکم ہو، اس تدبیر کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان فوج کے لیے رضاکاروں میں دن بدن اضافہ ہوا اور دوسری جانب مدینہ کی وجہ سے نئے مسلمانوں کے لئے تعلیم تربیت کا انتظام بھی ہوا۔

ریاست مدینہ میں حدود اللہ کا نفاذ ایک یقینی امر تھا، قتل، زنا، چوری اور قصاص جیسی حدود بلا امتیاز نافذ کی جاتی تھیں، حدود اللہ کی عملی نفاذ سے ریاست مدینہ امن کا گہوارہ بن گئی۔ حاکمِ مدینہ ﷺ کا حدود اللہ کو نافذ کرنے کا قانون اس قدر صاف شفاف تھا کہ بغیر کسی امیر وغریب کے لحاظ کے حد جاری کی جاتی تھی، نبی رحمت ﷺ نے اس قدر حدود کے نفاذ پر سختی کرتے تھے کہ کوئی سفارش کی جرات نہ کرتا، اگر کسی نے جسارت کی بھی تو آپ ﷺ نے اسے رد کر دیا، ریاست کے اندر حدود اللہ کے نفاذ کا نتیجہ تھا کہ ہر ایک کا مال وجان محفوظ تھا۔

ایک دفعہ جب چوری کے ثبوت پر حد کے جاری کرنے کا حکم آپ ﷺ کی طرف سے دیا گیا تو اس قبیلہ کے لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سزا کو ختم کرنے کی سفارش کی، آپ ﷺ نے سخت غصے کا اظہار فرمایا:

"کیا تم حدود اللہ کے نفاذ میں رکاوٹ ڈال رہے ہو، تم سے پہلی قوموں کی ہلاکت اور بربادی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دی جاتی، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔"[31]

ریاستِ مدینہ کے اندر حدود اللہ کے نفاذ میں امیر وغریب کے درمیان تفریق کیے بغیر جاری رکھا جاتا تھا۔ اس لیے آج بھی مسلم معاشروں میں حدود اللہ کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے، زانی، چور اور قاتل کو سزا دیکر انصاف فروغ دیا جائے، حدود اللہ کا نفاذ ریاستِ مدینہ کا وہ لازمی عنصر تھا جس کے بغیر ریاست نامکمل تھی، اس لیے آج بھی ریاستِ مدینہ کی طرز پر بننے والی ریاست میں حدود اللہ کا نفاذ ضروری ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے کسی سے اگر زنا کا ارتکاب ہو جاتا تو وہ رجم کی سزا کے لیے مدینہ کی عدالت میں بذات خود پیش ہو جاتا، جرم کے ثابت ہونے پر نبی اکرم ﷺ اسے رجم کرنے کا حکم جاری فرما دیتے۔[32]

اختیارات کی منتقلی

جب نبی رحمت ﷺ نے مدینہ طیبہ کو ریاست بنایا تو حکومت کے اختیارات کو نچلی سطح تک منتقل کیا کہ ہر دس افراد پر ایک نگران مقرر کیا، دس نگرانوں پر ان کا سربراہ عریف بنایا اور پھر سو عرفاء پر مشتمل پارلیمنٹ بنائی، اس طرح لوگوں کو بلاواسطہ پالیمنٹ میں آواز اٹھانے کا موقع دیا، آپ ﷺ نے مقرر کردہ امراء کی اطاعت کو درحقیقت اپنی اطاعت قرار دیا، اس طرح اختیارات نچلی سطح تک منتقل کر دیے گئے۔[33]

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق

نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ فرمایا، ہر طرح سے ان کی جان ومال، عبادت گاہوں اور مذہبی آزادی کی حفاظت کو یقینی بنایا، اس حوالے سے متعدد احادیث میں ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ہر مسلمان پر جس نے اہل کتاب میں سے کسی کو قتل کیا ہو چار ہزار درہم فرض قرار دیئے اور یہ کہ اس کو اپنی زمین سے کسی دوسری زمین کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔[34]

ایک اور حدیث پاک میں ہے تم اہل ذمہ میں سے کسی کے گھر بغیر اجازت کے نہ جایا کرو۔

اور میثاق مدینہ میں بھی اہل کتاب کو بہت سے بنیادی حقوق دیئے گئے۔[35]

احتساب اور دفاعی نظام

ریاستِ مدینہ میں احتساب کا کوئی مستقل محکمہ نہ تھا مگر نبی کریم ﷺ یہ فریضہ خود انجام دیتے تھے، آپ ﷺ تجارتی معاملات کی بھی نگرانی فرماتے، عرب میں تجارتی معاملات کی حالت نہایت اصلاح طلب تھی، مدینہ منورہ میں آمد کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان میں ضروری اصلاحات جاری کیں، یہ اصلاحات تمام لوگوں کے لیے یکساں تھیں اور جو ان پر عمل نہ کرتا وہ سزا کا مستحق ٹھہرتا۔

آپ ﷺ کے زمانے میں کوئی مستقل جیل نہ تھی بلکہ یہ نظام تھا کہ جرم کے ثبوت پر مجرم کو کچھ مدت کے لیے لوگوں سے الگ رکھا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ذخیرہ اندوزی کی اجازت نہ تھی بلکہ جو ایسا کرتا اسے سخت سزا دی جاتی تھی، عاملین پر بھی نظر رکھی جاتی تھی اگر کسی کی شکایت موصول ہوتی تو اس کی باقاعدہ تحقیقات ہوتی تھی کیونکہ حاکمِ وقت قوم کو جوابدہ ہوتا ہے، اگر کسی ریاست میں انصاف کی جگہ ظلم وجبر کا نظام قائم ہو تو ریاست کا نظام تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔[36]

ریاستی امور پر تعیناتی کا معیار

نبی اکرم ﷺ کے مبارک زمانے میں یمن اور حجاز اسلامی ریاست کا باقاعدہ حصہ بن چکیں تھیں، اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ ان علاقوں کی طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجتے تھے، ان کی سلیکشن کا معیار بزرگی، علم وحکمت، عقل وعمل، فہم وفراست کا خاص خیال رکھ کر کیا جاتا تھا۔[37]

گورنر کی تقرری کے وقت آپ ﷺ کی پالیسی یہ تھی کہ جو بذاتِ خود عہدے کا تقاضا کرتا اس کو رد کر دیتے تھے، نبی اکرم ﷺ کی پالیسی اس آیت کی عملی تشریح تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا۔"[38]

(بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان لوگوں کو سونپو جو ان کے اہل ہیں۔)

مشاورتی نظام ریاست

ریاستِ مدینہ کی ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس میں فیصلے باہم مشاورت سے طے پاتے تھے، دورِ حاضر میں صدیاں گزرنے کے بعد جمہوریت کے نام پر اکثریت کی بات کو تسلیم کرنے کی روایت پیدا ہوئی جبکہ ریاستِ مدینہ کے اندر آپ ﷺ نے مشورے کی اہمیت کو اپنی رائے کے بجائے اکثریت کی رائے کی بنیاد پر فیصلہ کر کے ثابت کیا کہ جمہور کا فیصلہ قابلِ اعتناء ہوتا ہے، جبکہ یہ وہ زمانہ تھا جہاں تاریخِ انسانیت میں جاگیرداری اور استحصالی شاہی نظام نے پنجے گاڑھ رکھے تھے، بادشاہ کے سامنے اختلاف تو کجا اس کے سامنے بولنے کی بھی اجازت نہ تھی، گویا کہ اس دور میں بادشاہوں کی تلوار آج کے سیکولر ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی مانند تھی کہ جس نے اختلاف کیا اس کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا، جمہوریت، آزادی رائے اور بے باک ونڈر صحافت کا راگ الاپ کر دنیا کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں۔

ریاستِ مدینہ کا وجود آزادی رائے کا کامل نمونہ تھا جس میں معاشرے کے ہر طبقے خواہ وہ غلام، خواتین یا دیگر شہری ہوں سب کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی مکمل اختیار حاصل تھا اور ان پر کوئی جبر وزیادتی نہ تھی، فجر کی نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوتے جو بھی سوالات پوچھے جاتے ان کے جوابات بغیر کسی روک تھام کے دیئے جاتے۔[39]

حاصل کلام

مذکورہ بالا بحث کا حاصل یہ رہا کہ عالمِ انسانیت بالعموم اور مسلمانانِ عالم بالخصوص اگر کوئی فلاحی ورفاہی معاشرہ تشکیل دینا چاہتے ہیں اور اس کاوش میں وہ سنجیدہ ہیں تو ان کے لئے سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی قائم کردہ ریاستِ مدینہ ایک رفاہی ریاست ہے اس حوالے سے واضح ہدایات وراہنمائی موجود ہے جو کہ تفصیلاً اس تحقیقی مضمون میں پیش کی گئی اس کو مختصر انداز میں سمجھنے کے لئے ہم نمبر شمار کا سہارا لیتے ہیں:

1. سماجی ومعاشی ضرورت انسان کی وہ اہم ضرورت ہے کہ جس کے بغیر کسی بھی معاشرے کا درست نہج پر تشکیل پانا ممکن ہی نہیں اور یہ ضرورت ہمیں ریاستِ مدینہ میں مؤاخات کی صورت میں پوری ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ آپ ﷺ نے کس قدر حکمت ودانائی بھرا یہ فیصلہ فرمایا کہ جس کے ثمرات رہتی دنیا تک محسوس کئے جائیں گے۔
2. میثاقِ مدینہ کے نام سے موسوم دنیا کا پہلا تحریری شکل اختیار کرنے والا معاہدہ بھی ہمیں ریاستِ مدینہ کے تصدق میسر آیا کہ جس میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر اقوام کی مکمل حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے امن معاہدہ کیا گیا اور یہ باور کروا دیا گیا کہ مسلمان کسی کے ساتھ کو قدغن نہیں رکھتا۔
3. معاشرتی برائیوں کی مکمل مذمت کر کے اور ان کے تدارک اور بچاؤ کے طریقے واضح فرما کر معاشرے کو ان رذائل سے پاک کرنے کا درس بھی ہمیں ریاستِ مدینہ ہی سے ملتا ہے کہ یہ وہ برائیاں ہیں جو افرادِ معاشرہ کے اخلاق واطوار میں بگاڑ کا باعث ہیں، مثلاً سودی نظام، چوری چکاری، چغلی وغیبت وغیرہ۔
4. اختیارات کی نچلے درجے تک کی منتقلی بھی ایک معاشرے کے عروج کی کہانی سناتی ہے اگر اختیارات فقط اُمراء تک محدود ہوں اور نچلے درجے کے لوگوں کو اس کا کچھ اختیار نہ ملے یہ بھی معاشرتی خرابی کا باعث بنتا ہے اور اس کی تباہی اظہر من

الشمس ہے یہ بھی ریاستِ مدینہ کی برکت سے نصیب ہوا۔

5. عدل کا نفاذ اور احتساب کا یقینی بنایا جانا بھی معاشرے کو ترقی کی راہوں پر گامزن کر دیتا ہے، ظلم وزیادتی کسی بھی معاشرے کے حسن کو گہنا دیتی ہے یہ اعزاز بھی ریاستِ مدینہ کو حاصل ہے کہ عدل واحتساب کی شان دار مثالوں سے ہی روشنی آپ کے خلفاء اور بعد کے عدل پسند حکمرانوں نے حاصل کی اور انصاف پسند معاشرہ قائم کیا۔

6. افرادِ ملت و قوم کا عہدوں پر تقرر بھی ایک ایسا اہم امر ہے کہ جس میں شفافیت ہی معاشرے میں سکون واطمنیان کی ضامن ہوتی ہے یہ بھی ریاستِ مدینہ ہی کے تصدق ہمیں میسر آیا ورنہ مفاد پرستی، خود آسائشی، اقرباء پروری اور ظلم و ستم جیسے واقعات کارونما ہونا ذرا برابر بھی حیرت واستعجاب کی بات نہیں رہ جاتا۔

7. مشاورت جیسا اہم اصول بھی ہمیں ریاستِ مدینہ ہی کی روشنی سے حاصل ہوتا ہے کہ جس سے مختلف آراء کا آزادی سے اظہار تعمیر وترقی کی ایسی راہیں کھولتا ہے جس سے معاشرہ آسودہ خاطر اور ترقی پسند ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی آراء کا احترام کرنا بھی سیکھتا ہے۔

خلاصہ بحث سے واضح ہوا کہ بدامنی اور بے قراری کے اس ماحول سے کہ جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس سے چھٹکارا پانا فقط اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اپنی زندگی کے معاملات کو ریاستِ مدینہ کی روشنی میں ڈھالیں اور اسوہ رسول معظم ﷺ کو کماحقہ اپنائیں۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1] Abu Al-Baqa, Allama Qazi Abu Al-Baqa bin Saeed Shareef. (n.d.), Dar Al-Isha'at, Quetta, Pakistan.

[2] Abu Al-Baqa, Allama Qazi Abu Al-Baqa bin Saeed Shareef. (n.d.), (p. 208). Dar Al-Isha'at, Quetta, Pakistan.

[3] *Surah Al-Hajj* (22:41).

[4] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 279). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[5] Mubarakpuri, Safi ur Rahman. (n.d.). *Tajalliyat-e-Nabuwat* (p. 177). Dar Al-Salam, Lahore.

[6] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 332). Idara Islamiyat, Lahore.

[7] Sahih Al-Bukhari. *Al-Salah, Bab Nawm Al-Mar'a fi Al-Masjid* (Hadith 439).

[8] Sahih Al-Bukhari. *Al-Salah, Bab Al-Sha'r fi Al-Masjid* (Hadith 453).

[9] Sahih Al-Bukhari. *Al-Salah, Bab Al-Ightisal Idha Aslam* (Hadith 462).

[10] Sahih Al-Bukhari. *Al-Salah, Bab Al-Khaima fi Al-Masjid li Al-Marida* (Hadith 463).

[11] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 275). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[12] Mubarakpuri, Safi ur Rahman. (n.d.). *Tajalliyat-e-Nabuwat* (p. 317). Dar Al-Salam, Lahore.

[13] Sharh Al-Nawawi (Vol. 12, pp. 99–100).

[14] Sharh Al-Nawawi (Vol. 12, pp. 101).

[15] *Surah Al-Hashr* (59:9).

[16] Fath Al-Bari (Vol. 14, p. 26).

[17] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 340). Idara Islamiyat, Lahore.

[18] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 256). Idara Islamiyat, Lahore.

[19] Hafiz Ibn Qayyim. (n.d.). *Zad Al-Ma'ad* (p. 98). Nafees Academy, Karachi.

[20] *Surah Al-Baqarah* (2:275).

[21] *Surah Al-Baqarah* (2:279).

[22] Ibn Majah, Muhammad bin Yazid. *Sunan Ibn Majah* (Hadith 2274). Dar Al-Kutub, Beirut, Lebanon.

[23] *Surah Al-Tawbah* (9:35).

[24] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 209). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[25] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 340). Idara Islamiyat, Lahore.

[26] Mu'een Al-Seerat Al-Shami. (n.d.). (p. 163).

[27] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 120). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[28] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 365). Idara Islamiyat, Lahore.

[29] Mubarakpuri, Safi ur Rahman. (n.d.). *Tajalliyat-e-Nabuwat* (p. 265). Dar Al-Salam, Lahore.

[30] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 202). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[31] Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail. *Al-Jami' Al-Sahih* (Hadith 3475). Beirut, Lebanon.

[32] Mubarakpuri, Safi ur Rahman. (n.d.). *Tajalliyat-e-Nabuwat* (p. 203). Dar Al-Salam, Lahore.

[33] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 279). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[34] Abu Bakr, Muhammad bin Hammam bin Nafe'. (n.d.). *Al-Musannaf* (Vol. 10, p. 92). Beirut, Lebanon.

[35] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 365). Idara Islamiyat, Lahore.

[36] Abu Muhammad, Abdul Malik bin Hisham. (n.d.). *Seerat Ibn Hisham* (Vol. 1, p. 276). Idara Islamiyat, Lahore.

-[37] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 274). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.

[38] *Surah Al-Nisa* (4:58).

[39] Qazi, Mansoorpuri, Muhammad Sulaiman. (n.d.). *Rahmatul Lil'alameen* (p. 265). Markaz Al-Haramain, Faisalabad.